ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اَثر الفضل بیدِ اللّٰہ یؤتیہ من یشاء عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

اللّٰہ اکبر

الفضل

روزنامہ — قادیان

THE DAILY AL FAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی — سالانہ ۱۵ — ششماہی ۸ — سہ ماہی ۴

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند [illegible]

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۵ | مورخہ یکم ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ | یوم جمعہ | مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۱

آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں

خدا تعالےٰ کے فضل سے پہلے بچہ کی ولادت

قادیان ۱۳ جنوری۔ یہ خبر نہایت ہی خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں گزشتہ رات دختر نیک اختر تولد ہوئی۔ یہ جناب چوہدری صاحب موصوف کا پہلا بچہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں قبول فرماتے ہوئے عطا فرمایا۔ ہم اس نہایت ہی مسرت اور خوشی کی تقریب پر آنریبل سر ظفر اللہ خان صاحب اور محترمہ بیگم صاحبہ سر ظفر اللہ خان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ نیز جناب چوہدری صاحب کی والدہ ماجدہ اور ان کے خاندان کے دوسرے افراد کو بھی مبارکباد کہتے ہیں۔ اور تمام جماعت سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ دعا کی جائے۔ خدا تعالےٰ مولودہ مسعودہ کو معزز والدین کے لئے راحت اور مسرت کا موجب بنائے۔ آمین۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۲ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو کھانسی کی تکلیف ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو قدرے کھانسی کی شکایت ہے۔ یوں طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو دو تین روز سے بوجہ پیشاب کی تکلیف ہے۔

افسوس شیخ نواب الدین صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ چانگریاں ضلع سیالکوٹ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ بعمر ۷۰ سال ۱۱ جنوری کو وفات پا گئے۔ آج ان کی نعش بذریعہ لاری لائی گئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

معلوم ہوا ہے کہ محکمہ ڈاک نے قادیان سے روزانہ دو دفعہ ڈاک روانہ کرنے کا انتظام کیا ہے۔ ایک دفعہ ساڑھے تین بجے کی ٹرین سے اور دوسری بار ساڑھے چھ بجے کی ٹرین سے جو ڈاکخانہ میں ساڑھے چار بجے بند ہو جایا کرے گی۔

قادیان کے ووٹران کی خدمت میں ضروری گذارش

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی کے انتخاب کے واسطے گورنمنٹ کی طرف سے پروگرام مقرر ہوگیا ہے۔ قادیان میں ۲۶ - ۲۷ اور ۲۸ جنوری ۱۹۳۷ء کو مقامی ووٹروں کا پولنگ ہوگا۔ یعنے ۲۶ جنوری کو قادیان کی مستورات کا پولنگ ہوگا۔ اور ۲۷ جنوری کو مرد ووٹران مندرجہ فہرست جزو اول کا پولنگ ہوگا۔ اور ۲۸ جنوری کو مرد ووٹران مندرجہ فہرست جزو دوم و تتمہ کا پولنگ ہوگا۔ جزو اول میں ان ووٹروں کے نام درج ہیں۔ جو بغیر درخواست جائداد کی بنا پر ووٹر بنے ہیں۔ اور فہرست دوم میں وہ ووٹر درج ہیں۔ جو بذریعہ درخواست خواندگی وغیرہ کی بنا پر ووٹر بنے ہیں۔ بہرحال قادیان میں مندرجہ بالا تاریخوں میں پولنگ ہوگا۔

پس جن دوستوں اور بہنوں کا ووٹ قادیان میں درج ہے۔ اور وہ اسوقت قادیان سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ مندرجہ بالا تاریخوں پر ضرور قادیان پہونچ جائیں۔ تاکہ وقت مقررہ پر اپنا ووٹ دے سکیں یہ ایک نہایت ضروری معاملہ ہے۔ جس کے واسطے بہنوں اور بھائیوں کو خاص طور پر وقت نکال کر قادیان پہونچنا چاہیئے۔ جو ووٹر اس وقت قادیان میں مقیم ہیں۔ انہیں بھی مندرجہ بالا تاریخیں نوٹ کر لینی چاہئیں۔ تاکہ وہ ان تاریخوں پر قادیان سے باہر نہ جائیں۔ اگر کسی دوست کو یہ علم نہ ہو۔ کہ قادیان میں اس کی ووٹ درج ہے یا نہیں۔ تو وہ میرے دفتر میں تشریف لاکر یا خط لکھکر دریافت فرمائیں ؏

خاکسار:۔ میرزا البشیر احمد قائمقام

ناظر اعلےٰ قادیان

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

(۱) سال سوم کی تحریکِ جدید کے اعلان پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ کیا اس عرصہ میں آپ نے اپنے فرائض کو ادا کر دیا ؟

(۲) تحریکِ جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۳۱ جنوری ہے۔ اس تاریخ کے بعد کوئی وعدہ قبول نہ کیا جائے گا سوائے ان ممالک کے جن کو مستثنے کیا گیا ہے ؏

(۳) مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ سابق بالخیرات ہوتا ہے۔ پس آپ کا صرف یہی فرض نہیں۔ کہ ۳۱ جنوری سے پہلے اپنے وعدے سے اطلاع دے دیں۔ بلکہ جسقدر پہلے آپ وعدہ لکھاتے ہیں اسی قدر زیادہ ثواب کے آپ مستحق بنتے ہیں ؏

(۴) تحریکِ جدید کا وعدہ پورا کرنے کی آخری میعاد ہندوستان کے لئے ۳۱ دسمبر ہے۔ لیکن جو شخص جسقدر جلد پہلے رقم ادا کرتا ہے۔ اتنا ہی ثواب کا زیادہ مستحق ہے سوائے اس کے جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معذور رہے ؏

(۵) جسقدر پہلے رقم جمع ہو جائے۔ اتنا ہی زیادہ اس سے خدمتِ دین میں فائدہ پہونچ سکتا ہے ؏

(۶) بیشک یہ چندہ اختیاری ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے ؏

(۷) دشمن اپنے سارے لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے۔ اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیئے ؏

(۸) اس تحریک کا ہر شخص کے کان تک پہونچ جانا ضروری ہے۔ پس یہ بھی ثواب کا کام ہے کہ آپ اپنے بھائی تک اس کی اطلاع پہونچا دیں۔ اور اسے اس میں شامل ہونے کی تحریک کریں۔ جو آپ کی تحریک پر حصہ لیتا یا زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اس کے ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہونگے ؏

(۹) خدا تعالےٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ قرار دے دے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا اور رحمت کا وارث ہوگیا ؏

(۱۰) تحریکِ جدید سال دوم کا بقایا جن افراد یا جماعتوں کے ذمہ ہو۔ ان کو بھی فوری ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ؏

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد

مقدمہ قبرستان کی سماعت

بٹالہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء۔ آج پھر مقدمہ مندرجہ صدر عنوان کی سماعت ہوئی۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ۔ جناب مرزا عبد الحق صاحب پلیڈر۔ جناب شیخ ارشد علی صاحب پلیڈر اور جناب مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر ملزمین کی طرف سے موجود تھے۔ سماعت دو بجے کے بعد شروع ہوئی۔ اور دو گواہوں کے بیانات ہوئے۔ مزید سماعت ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء کو ہوگی

موصی صاحبان توجہ فرمائیں

مجلس شاورت ۱۹۳۵ء میں فیصلہ ہوا تھا۔ کہ آئندہ موصیان حصہ آمد بلا منہائی پراویڈنٹ فنڈ حصہ آمد ادا کیا کریں۔ یعنے پوری تنخواہ کا حصہ وصیت دیا کریں۔ اس پر اکثر موصی صاحبان عمل کر رہے ہیں۔ مگر بعض موصیان عمل نہیں کرتے۔

قبل اس کے کئی دفعہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ اب مزید توجہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک تنخواہ دار موصی جن کا پراویڈنٹ فنڈ ہو۔ وہ مذکورہ بالا فیصلہ پر عمل کریں ؏

سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ یکم ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

مرکزِ احمدیت کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانی

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کو جماعتِ احمدیہ اور اس کے مرکز قادیان سے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت مقرر فرمایا۔ جس کی ترقی کے متعلق خدا تعالیٰ نے عظیم الشان بشارتیں دیں۔ جسے تجلیات۔ اور انوارِ الٰہی کا مقام ٹھہرایا ہے جس قدر بغض و کینہ ہے۔ اس کا اظہار وہ ہر موقعہ پر کرتے رہتے ہیں۔ اور شدتِ غیظ و غضب میں اس بات کو قطعاً بھول جاتے ہیں۔ کہ جس انسان کو وہ اپنا ہادی اور پیشوا مانتے ہیں۔ جس کے راستباز اور مصلح اعظم ہونے کا زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ اور جس کے لائے ہوئے علم کی اشاعت اور اس کے مطابق "تبلیغ اسلام" کو اپنا "اصل کام" بتاتے ہیں۔ اس نے قادیان کے متعلق خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کی بناء پر جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ اس کی کھلم کھلا تکذیب کر رہے اور اسے نشانۂ تمسخر و استہزاء بنا رہے ہیں۔

حال میں مولوی صاحب موصوف نے اپنے ایک خطبۂ جمعہ میں جو ۱۱ - جنوری کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا ہے۔ جہاں اور کئی قسم کے بہتانات اور الزامات جماعتِ احمدیہ پر لگائے ہیں۔ وہاں یہ بھی کہا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ دیال باغ جیسی سکیموں کے پیچھے پڑ گئی ہے۔ اور اس طرح "اصل کام" سے اس کی توجہ ہٹ گئی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"وہ علم جو حضرت مسیح موعود لائے تھے وہ معمولی نہ تھا۔ وہی اصل چیز ہے جس پر اس سلسلہ کی بنیاد ہے۔ یہ علم کوئی دنیا کی چیز نہ تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اور دنیوی ذرائع سے تو ایسا اعلیٰ اور پاکیزہ علم حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی علم کی اشاعت اور اس کے مطابق تبلیغ اسلام ہمارا اصل کام ہے۔ لیکن یہ خیال کہ حکومت اور ریاست قائم ہو جائے۔ کوٹھیاں اور کارخانے بن جائیں۔ اس اصل کام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ بظاہر یہ کام بھی بُرے نہیں۔ لیکن ان کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ کہ اصل کام سے توجہ ہٹ جائے گی۔ یہ دیال باغ جیسی سکیمیں کچھ چیز نہیں۔ کلمۂ حق پھیلے۔ یا نہ پھیلے۔ ہماری دنیا اچھی ہو جائے ہمیں کھانے اور پہننے کو اچھا ملے۔ یہ ہے ان سکیموں کا مقصد۔ اور جو کوئی جماعت بھی ان سکیموں پر اپنی طاقت خرچ کریگی اس کا مقصد بھی لازماً یہی ہو جائے گا۔ ہمارے قادیانی دوست ان باتوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن یہ واقعات ہیں ان کے اندر ایسی چیزیں چھپی ہوئی ہیں کہ ذرا پردہ اٹھا کر دیکھنے سے فوراً نظر آجاتی ہیں۔ ایسی سکیموں میں پڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ خدمتِ دین اشاعتِ اسلام اور دجال اور عیسائیت کو مغلوب کرنے کا جذبہ کمزور ہو جائے گا۔ اور بالآخر ہم خود مغلوب ہو جائیں گے۔ اگر کوئی جماعت ایک ریاست یا حکومت قائم کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے۔ تو یہ کوئی کامیابی نہیں۔ ہماری اصلی کامیابی ایک ہی بات کے اندر ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود جو علم لائے۔ اس کو پھیلایا جائے"۔

ان سطور کے ابتداء میں مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو علم لائے۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اور اس علم کی اشاعت اور اس کے مطابق تبلیغ اسلام ہر اس شخص کا فرض ہے۔ جو احمدی کہلاتا ہے آمنّا و صدقنا۔ مگر گزارش یہ ہے۔ کہ اس پر خود مولوی محمد علی صاحب کہاں تک عمل کر رہے ہیں۔ اس وقت کسی لمبی بحث میں پڑنے کا نہ موقعہ ہے اور نہ ضرورت صرف یہ دیکھ لیا جائے۔ کہ قادیان کی ترقی اور وسعت جو مولوی صاحب کی آنکھ میں خار بن کر کھٹک رہی۔ اور ان کے کلیجہ میں نیزہ کی انی بن کر چبھ رہی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے جو علم لائے۔ مولوی صاحب اس کی اشاعت کر رہے ہیں۔ یا اس کی تکذیب میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں رہائش اختیار کرنے کی تاکید کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ نے انہی اصحاب الصفہ کو تمام جماعت میں سے پسند کیا۔ اور جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ اور کم سے کم یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے۔ کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے اور یہ ایک پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اور ان لوگوں کی عظمت ظاہر کرتی ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ کے علم میں تھے۔ کہ وہ اپنے گھروں اور وطنوں اور املاک کو چھوڑ دیں گے۔ اور میری ہمسائیگی کے لئے قادیان میں آکر بود و باش کریں گے"۔

(تریاق القلوب صفحہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھ کر غور فرمایا جائے۔ آپ تو یہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص سب کو چھوڑ کر قادیان میں آباد نہیں ہوتا۔ یا کم از کم یہ تمنا نہیں رکھتا اس کی حالت خطرہ میں ہے۔ اسے عظیم الشان پیشگوئی قرار دیتے۔ اور قادیان میں رہائش اختیار کرنے کی عظمت کا ذکر فرماتے ہیں۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب اس لئے چیں بجبیں ہو رہے ہیں کہ احمدی قادیان میں مکان کیوں بنا رہے اور کیوں وہاں سکونت اختیار کر رہے ہیں کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے علم کی اشاعت اسی کا نام ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"جیسے روشنی میں سیاہ دل چور نہیں ٹھہر سکتا ایسے ہی اس مقام میں جو تجلیات و انوارِ الٰہی کا مرکز ہے۔ کوئی سیاہ دل خائن بہت مدت تک نہیں ٹھہر سکتا۔ اس لئے فرمایا قرآن مجید میں لا یجاورونک فیھا الا قلیلا"۔

(بدر ۲۵ / اپریل ۱۹۰۶ء)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کے سیاہ دل ہونگے وہ قادیان آجانے پر بھی یہاں ٹھہر نہ سکیں گے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب اس بات پر اترا رہے ہیں۔ کہ وہ قادیان میں رہائش اختیار کرنے کے بعد یہاں سے چلے گئے۔

باقی رہا قادیان میں کارخانے اور کوٹھیوں کا تعمیر ہونا۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس علم کی صداقت ظاہر کرتا ہے۔ کہ "ہم نے کشف میں دیکھا۔ کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا۔ اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں"۔ پھر قادیان میں عمارات کی تعمیر پر اعتراض کرنے کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صاف اور واضح ارشادات کی تحقیر کی جائے۔

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال ذرا غور کریں۔ کہ وہ جو کچھ جماعت احمدیہ کے متعلق کہتے ہیں۔ اس کی کس قدر زد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی

(۶)

مرزا احمد بیگ کی وفات کے بعد چونکہ دوسرا پہلو اس پیشگوئی کا مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت تھی۔ اور تیسرا محمدی بیگم کا بیوہ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح میں آنا اس لئے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جبکہ پیشگوئی کی ایک شق یہ بھی تھی۔ کہ یموت بعلھا الذی یصیر زوجھا الی حولین وستۃ اشھر (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۲) یعنے جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا۔ تو کیوں مرزا سلطان محمد صاحب اڑھائی سال میں فوت نہ ہوئے؟

انذاری نشانات کے متعلق الٰہی سنت

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت کے متعلق پیشگوئی ایک انذاری نشان تھا۔ اور انذاری نشانات میں اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ اگر وہ شخص جس کی ہلاکت کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہو۔ اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جائے اور خدا تعالےٰ کے آگے عجز و نیاز سے جھک جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کا عفو اسے ہلاک ہونے سے بچا لیتا ہے۔ اور عذاب اس سے ٹل جاتا ہے۔ وعیدی پیشگوئیوں میں اللہ تعالےٰ کی یہ سنت نہ صرف علماء اہل السنت والجماعت کے بیانات اور مفسرین کے اقوال سے ثابت ہے۔ بلکہ قرآن مجید کی کئی آیات قطعی طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔ اور عقلاً بھی اگر خدا تعالےٰ کے آگے سچے دل سے عجز و نیاز کرنے کے باوجود ہلاکت کی پیشگوئی پوری ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ نعوذ باللہ خدا تعالےٰ ایک مشین کی طرح ہے۔ جو ایک دفعہ چل جائے۔ تو پھر اس کے آگے خواہ اپنا آئے یا پرایا کٹ جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وہ ایک ذی الاقتدار ہستی ہے۔ اور اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ پس اگر کسی وقت کوئی شخص اپنے اعمالِ زشت کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے غضب کا مستحق ہو گیا ہو۔ لیکن پھر غضب نازل ہونے سے پہلے وہ اپنی اصلاح کر لے اور اس بنیاد کو گرا دے۔ جس پر خدا تعالےٰ کے غضب کی بجلی گرنے والی ہو۔ تو خدا تعالےٰ اپنے بندے سے رحمت کا سلوک کرتا اور اپنا غضب اس سے ہٹا لیتا ہے۔ کیونکہ وہ نہائت ہی غفور اور رحیم ہے۔

قوم یونس کا واقعہ

قوم یونس کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور مفسرین کے بیانات سے متفقہ طور پر یہ امر ثابت ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام کو ان کی قوم کی ہلاکت کا پختہ وعدہ دیا جا چکا تھا۔ اور آپ نے اپنی قوم کو اس سے اطلاع بھی دے دی تھی۔ مگر جب عذاب کے آثار ظاہر ہوئے اور انہوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ کے آگے جھک گئے۔ تو عذاب الٰہی ان سے ہٹا لیا گیا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں کہا تھا۔ کہ چالیس رات تک تم پر عذاب آ جائے گا۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۲۲) مگر جب انہوں نے عذاب کے آثار دیکھے۔ تو ان سب نے ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے۔ اور مردوں عورتوں اور بچوں نے ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر اللہ تعالےٰ کے حضور زاری شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ان پر رحم کیا اور عذاب ان سے دور کر دیا۔

انذاری پیشگوئی شرطی ہوتی ہے

پس ہر انذاری پیشگوئی شرطی ہوتی ہے خواہ شرط کی اس میں صراحت ہو یا نہ ہو اللہ تعالےٰ صاف طور پر فرماتا ہے وما نرسل بالآیات الا تخویفا ... وصرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکرا (طٰہٰ) یعنے ہم وعیدی پیشگوئیاں صرف اس لئے کرتے ہیں۔ کہ کسی طرح لوگ نیک ہو جائیں۔ اور وعید ان کے لئے نصیحت اور یاد دہانی کا موجب ہو جائے۔ پس جبکہ وعید سے اصل غرض نصیحت ہے۔ تو اگر کوئی شخص وعیدی پیشگوئی سن کر اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جائے تو چونکہ وعیدی پیشگوئی کی اصل غرض پوری ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہلاکت کی صورت ظاہر نہیں ہوتی۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما نرسل بالآیات الا تخویفا یعنے ہم نشان صرف ڈرانے کے لئے بھیجتے ہیں۔ پس چونکہ انذاری نشانات کی اصل غرض ڈرانا ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص ڈر کر اپنی اصلاح کی طرف رجوع کرے۔ تو ضرور ہے کہ وہ عذاب جس کی پیشگوئی کی گئی ہو ٹل جائے۔ کیونکہ انذاری نشان سے غرض ہلاکت نہیں ہوتی۔ بلکہ اصلاح ہوتی ہے۔ اور جب عذاب نازل ہونے سے پہلے ہی عذاب کا مقصد پورا ہو جائے تو عذاب ہٹ جاتا ہے۔ اور اس صورت میں نہیں کہا جا سکتا۔ کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

عذاب کا ٹل جانا

قرآن کریم میں بعض اور مقامات پر بھی اللہ تعالےٰ کی اس سنت کا ذکر ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ ماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (انفال ع ۴) یعنے اللہ تعالےٰ اس حالت میں عذاب نازل نہیں کیا کرتا۔ جب کوئی شخص استغفار کر رہا ہو۔ دوسری جگہ فرماتا ہے ماکان ربک لیھلک القریٰ بظلم و اھلھا مصلحون (ہود ع ۱۰) یعنے جب کسی بستی کے لوگ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ تو خدا تعالےٰ اسے ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ما قد سلف (انفال ع ۴) یعنے کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ تعالےٰ ان کی گزشتہ شرارتوں سے چشم پوشی فرمائے گا۔ پھر عذابِ دخان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب یہ عذاب آیا تو کفار نے کہا۔ ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون۔ اے خدا اس عذاب کو ٹال دے۔ ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون (سورۂ دخان) ہم کچھ مدت کے لئے عذاب دور تو کر دیں گے۔ مگر تم پھر اپنے کفر کی طرف لوٹ آؤ گے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ گو یہ بھی جانتا ہو۔ کہ عذاب دور ہو جانے کے بعد کوئی شخص پھر اپنی کفر والی حالت پر قائم ہو جائے گا۔ اس کے تضرع اور ابتہال کی وجہ سے عذاب اس سے دور کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح فرعونیوں کے ذکر میں قرآن مجید بیان کرتا ہے۔ کہ جب ان پر عذاب آتا تو وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہتے یا ایھا الساحر ادع لنا ربک بما عھد عندک اننا لمھتدون۔ کہ اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر ہم ہدائت اختیار کر لیں گے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں جب عذاب ان سے دور ہو جاتا۔ تو وہ پھر سرکش ہو جاتے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلما کشفنا عنھم العذاب اذا ھم ینکثون (زخرف ع ۵) فرعونیوں نے اسی طرح کئی دفعہ جھوٹے وعدے کئے اور جعلی رجوع کا اظہار کیا مگر ہر مرتبہ اللہ تعالےٰ نے اپنا عذاب ان سے دور کر لیا۔ کیونکہ اس کی یہ سنت ہے کہ وہ صرف عقیدت کا دم بھرنے والوں [illegible] ساحر کہہ کر پکارنے والوں سے بھی ان کے [illegible] کی وجہ سے اپنا عذاب ہٹا لیتا ہے

احادیث میں آتا ہے۔ الصدقۃ تطفئ غضب الرب (ترمذی ابواب الزکوٰۃ باب ماجاء فی فضل الصدقۃ جلد ۱ - صفحہ ۸۴) یعنی صدقہ اللہ تعالےٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور یہ بھی آتا ہے۔ کہ لا یرد القضاء الا الدعا۔ (ترمذی جلد ۲ - صفحہ ۳۶) یعنی اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا قضا کو بھی بدل دیتی ہے۔ اسی بناء پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کو یہ دعا سکھلائی۔ کہ وقنی شرّ ما قضیت۔ یعنی اے خدا مجھے اس شر سے محفوظ رکھ۔ جس کا تُو فیصلہ کر چکا ہے۔ گویا دُعا سے ایسی بلائیں بھی ٹل جایا کرتی ہیں۔ جن کے نازل ہونے کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فیصلہ صادر ہو چکا ہو ؛۔

امام ربانی مجدد الف ثانی بھی فرماتے ہیں۔ کہ اگر پرسند سبب چیست کہ در بعضے از کشوف کونی کہ از اولیاء اللہ صادر مے گردد۔ غلط واقع مے شود وخلاف آں بظہور مے آید۔ مثلاً خبر کردند کہ فلانے بعد از یکماہ خواہد مُرد یا از سفر بوطن مراجعت خواہد نمود و اتفاقاً بعد از یکماہ ہر دو چیز کدام بوقوع نیامد۔ در جواب گوئیم۔ کہ حصول آں مکشوف ومخبر عنہ مشروط بشرائط بودہ است کہ صاحب کشف در آں وقت بتفصیل آں شرائط اطلاع نیافتہ وحکم کردہ بحصولِ آں شئے مطلقاً (مکتوبات امام ربانی جلد اول صفحہ ۲۲۴ - و صفحہ ۲۲۵ - مکتوب نمبر ۲۷) یعنی اگر تُو سوال کرے کہ اولیاء اللہ کے بعض کشوف غلط کیوں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کے متعلق اللہ تعالےٰ نے خبر دیتا ہے۔ کہ وُہ ایک ماہ کے بعد مر جائے گا۔ یا اپنے سفر سے واپس آ جائے گا۔ حالانکہ ایک ماہ کے بعد نہ وُہ مرتا ہے۔ اور نہ سفر سے واپس آتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت ان کشوف کا ظہور بعض شرائط سے مشروط ہوتا ہے۔ جن پر صاحب کشف اطلاع نہیں پاتا۔ اور وُہ اس شئے کے حصول کا مطلقاً حکم دے دیتا ہے۔ حالانکہ اس میں بعض مخفی شرائط موجود ہوتی ہیں۔ جن کی وجہ سے وُہ کشف پورا نہیں ہوتا۔

اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ انذاری پیشگوئیوں میں اگرچہ بظاہر کوئی شرط نہ ہو۔ پھر بھی وُہ مخفی شرائط کی وجہ سے بعض دفعہ ٹل جاتی ہیں۔ اور انہی شرائط میں سے ایک انابت۔ تضرع اور خشیت اللہ کا پیدا کرنا۔ اور بعض حالتوں میں صدقہ وخیرات کرنا بھی ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے۔ کہ ان قصارًا مرّ علےٰ عیسےٰ علیہ السلام معہ جماعۃ من الحواریین فقال لھم عیسےٰ احضروا جنازۃ ھذا الرجل وقت الظھر فلم یمت فنزل جبریل فقال الم تخبرنی بموت ھذا القصار۔ فقال نعم ولکن تصدق بعد ذالک بثلاثۃ ارغفۃ فنجا من الموت۔ (روح البیان جلد ۱ صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ مصر) یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنے حواریوں میں ایک جگہ بیٹھے تھے کہ ایک دھوبی پاس سے گزرا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ظہر تک اس نے مر جانا ہے۔ اس لئے ظہر کے وقت اس کے جنازے کے لئے آ جانا۔ مگر وُہ نہ مرا۔ بعد ازاں جب جبریل نازل ہوا۔ تو آپ نے اُس سے پوچھا۔ کہ کیا تُو نے مجھے دھوبی کی موت کی اطلاع نہیں دی تھی۔ اُس نے کہا۔ دی تھی۔ مگر چونکہ بعد میں اُس نے تین روٹیاں صدقہ میں دے دیں اس لئے موت سے بچا لیا گیا ؛۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بھی منقول ہے۔ کہ روزے حضرت جبریل علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیش حضرت پیغمبر ما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام آمدہ اخبار کرد درحق شخصے کہ ایں جوان فردا علی الصباح خواہد مُرد۔ حضرت پیغمبر ما علیہ وعلےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام برحالِ جوان رحم آمد پرسیدند کہ از دنیا چہ آرزو داری گفت دو چیز منکوحہ بکر و حلوا فرمودند تا ہر دو مہیا ساختند۔ آں جوان شب باہلیۂ خود در خلوت خانہ نشستہ بود وطبق حلوا در پیش۔ اتفاقاً سائلِ محتاج بر در آمدہ اظہارِ احتیاج نمود ایں جوان طبق حلوا را در دست برداشتہ بآں فقیر داد۔ چوں صباح شد حضرت پیغمبر علیہ وعلےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام انتظارِ خبر فوت آں جوان بودند۔ چوں دیر شد۔ فرمودند کہ خبر بیارید۔ کہ آں جوان چہ حال دارد خبر آوردند۔ کہ خوش وخورم است۔ متحیر ماندند۔ دریں اثنا حضرت جبریل علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آمدہ گفت کہ تصدقِ حلوا دفع بلائے آں جوان نمود (مکتوبات جلد اول صفحہ ۲۲۴ - ۲۲۵ مکتوب نمبر ۲۷)

یعنی ایک روز حضرت جبریل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس تشریف لائے۔ اور کہا۔ کہ فلاں جوان علی الصبح مر جائے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے حال پر رحم آیا۔ اور اسے بلا کر فرمایا۔ کہ تُو دُنیا سے کس چیز کی آرزو رکھتا ہے۔ اُس نے کہا۔ دو چیزوں کی۔ ایک منکوحہ بکر۔ دُوسرے حلوہ آپ نے حکم دیا۔ تو دونوں چیزیں اُس کے لئے مہیا ہو گئیں۔ وُہ جوان رات کو اپنی اہلیہ کے ساتھ خلوت میں گیا۔ طبق حلوہ بھی اس کے سامنے تھا۔ اتفاقاً دروازہ پر ایک سائل آ گیا۔ اُس جوان نے وُہ حلوے کا طبق اٹھا کر اُس فقیر کو دے دیا۔ جب صبح ہوئی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس جوان کی موت کی خبر سننے کے منتظر تھے۔ مگر جب دیر ہو گئی۔ اور کوئی خبر نہ پہونچی۔ تو لوگوں سے فرمایا کہ جاؤ۔ اور دیکھو۔ کہ وہ جوان کس حال میں ہے۔ لوگوں نے آ کر بتایا کہ وُہ تو خوش وخورم اور بخیریت ہے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سخت متحیر ہُوئے۔ اس اثنا میں پھر حضرت جبریل آئے۔ اور انہوں نے بتایا کہ حلوہ صدقہ دے دینے کی وجہ سے اُس جوان کی موت خدا تعالےٰ نے ٹال دی ہے ؛۔

علمائے اہل السنت والجماعت کی تصریحات

علمائے اہل السنت والجماعت بھی اپنی کتب میں انذاری نشانات کے متعلق اللہ تعالےٰ کی اس سنت کی تصدیق کر چکے ہیں۔ چنانچہ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔ ان اللہ عزوجل یجوزان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد (جلد ۲ - صفحہ ۱۵۵) یعنی اللہ تعالےٰ اپنے وعدوں کا ہمیشہ ایفا کرتا ہے مگر وعید میں تخلف اس کے لئے جائز ہے ؛۔

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں:۔ عندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب فی کلام اللہ تعالےٰ (تفسیر کبیر جلد ۲ - صفحہ ۶۰۹) یعنی میرے نزدیک تمام وعید عدم عفو کے ساتھ مشروط ہیں۔ پس اگر خدا تعالےٰ وعید کو چھوڑ دے تو اس سے اُس کے کلام میں کذب لازم نہیں آتا ؛۔

مسلم الثبوت میں لکھا ہے۔ ان الایعاد فی کلامہ تعالیٰ مقید بعدم العفو (صفحہ ۲۸) کہ اللہ تعالےٰ کے کلام میں ہر وعید عدم عفو کے ساتھ مقید ہوتا ہے۔ یعنی وعید اُسی وقت تک رہتا ہے۔ جب تک کوئی شخص اپنی حالت میں اصلاح نہ کرے۔ اگر اصلاح کے ساتھ وُہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جذب کر لے۔ تو وعید اٹھا لیا جاتا ہے ؛۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی لکھتے ہیں:۔ "خدا فرماتا ہے۔ کہ مَیں ہمیشہ سے بڑا ہی رحم والا مہربان ہوں۔ جو کوئی مجھ سے ڈر کر ذرا بھی جھکے۔ تو میں اُس کو فوراً اپنی رحمت سے ڈھانپ لیتا ہوں" (تفسیر ثنائی۔ جلد اول صفحہ ۱۱۶)

اسی طرح لکھتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ بڑا ہی مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ وُہ اپنے بندوں کی تھوڑی سی توجہ پر متوجہ ہوتا ہے"

(تفسیر ثنائی جلد چہارم صفحہ ۶۷)

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

پس قرآن مجید کی آیات۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث۔ انبیاء سابقین کی امثلہ اور امت محمدیہ کے صلحاء واولیاءؒ کے متفقہ بیانات سے یہ امر ایک غیر مشتبہ اور ناقابلِ انکار حقیقت ثابت ہے۔ کہ انذاری نشانات میں خواہ کسی شرط کی تصریح ہو یا نہ ہو۔ توبہ۔ تضرع۔ اور خشیت اللہ پیدا کرنے سے وہ ٹل جاتے۔ اور ہلاکت کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشگوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو۔ تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے مونہہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے" :

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳۲)

پھر فرماتے ہیں :-

"اگر یہ امر قرآن اور توریت کی رو سے صحیح نہیں ہے۔ کہ وعید کی پیشگوئی کی میعاد کا تخلف جائز ہے۔ تو ہر ایک معترض کا اعتراض بجا اور درست ہے۔ لیکن اگر قرآن اور توریت کی رو سے یہی امر بتواتر ثابت ہوتا ہے۔ کہ وعید کی میعاد توبہ اور خوف سے ٹل سکتی ہے۔ تو سخت بے ایمانی ہوگی۔ کہ کوئی شخص مسلمان کہلا کر یا عیسائی کہلا کر پھر ایسی بات پر اعتراض کرے۔ جو قرآن شریف اور پہلی آسمانی کتابوں سے ثابت ہے اس صورت میں ایسا شخص ہم پر اعتراض نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے نالائق کا خداتعالیٰ کی پاک کتابوں پر اعتراض ہے"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۹)

تتمہ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں :-

"کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے۔ کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا۔ اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کو ٹال نہیں سکتا۔ مگر ہمارا یہ مذہب ہے۔ کہ وہ ٹال سکتا ہے۔ اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے۔ اور ہمیشہ ٹالتا رہیگا اور ہم ایسے خدا پر ایمان ہی نہیں لاتے کہ جو بلا کو توبہ اور استغفار سے رد نہ کر سکے۔ اور تضرع کرنے والوں کے لئے اپنے ارادوں کو بدل نہ سکے۔ وہ ہمیشہ بدلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ پہلی آسمانی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ایک بادشاہ کی صرف پندرہ دن کی عمر رہ گئی تھی۔ خدا نے اس کی تضرع اور گریہ وزاری سے بجائے پندرہ دن کے پندرہ سال کر دیئے یہی ہمارا ذاتی تجربہ ہے۔ ایک خوفناک پیشگوئی ہوتی ہے اور دعا سے ٹل جاتی ہے۔ پس اگر ان لوگوں کا فرضی خدا ان باتوں پر قادر نہیں تو ہم اس کو نہیں مانتے ہم اس خدا کو مانتے ہیں جس کی صفت قرآن شریف میں یہ لکھی ہے۔ کہ الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر"

(صفحہ ۱۳۳ و ۱۳۴)

اسی طرح فرماتے ہیں :-

"تخویف اور انذار کی پیشگوئیاں جس قدر ہوتی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ایک بے باک قوم کو سزا دینا منظور ہوتا ہے۔ اس کی تاریخیں اور میعادیں تقدیر مبرم کی طرح نہیں ہوتیں۔ بلکہ تقدیر معلق کی طرح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ لوگ نزولِ عذاب سے پہلے توبہ استغفار اور رجوع الی الحق سے کسی قدر اپنی شوخیوں اور چالاکیوں اور تکبر دل کی اصلاح کریں۔ تو وہ عذاب کسی ایسے وقت پر جا پڑتا ہے۔ کہ جب وہ لوگ اپنی پہلی عادات کی طرف پھر رجوع کر لیں"

(اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۲)

پھر فرماتے ہیں :-

"اگر کسی الہام میں عذاب کے طور پر کسی سرکش انسان کے لئے وعدہ ہے کہ وہ فلاں تاریخ تک مرے گا۔ اور اس کا مرنا عذاب کے طور پر ہوگا۔ اور الہام میں اور کوئی شرط بصراحت موجود نہیں یعنے یہ نہیں بیان کیا گیا کہ اگر وہ سرکشی کے طریق کو چھوڑ دے گا تو عذاب ملتوی ہو جائے گا۔ سو اگر ایسے الہام کی میعاد میں وہ شخص جس کی نسبت الہام ہے توبہ اور استغفار کرے اور اپنے دل پر اس الہام الٰہی کی عظمت کو ڈال دے۔ تو سنت اللہ اسی طرح پر ہے۔ کہ وہ عذاب کا وقت ٹل جاتا ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۸)

قابل تحقیق امور

پس انذاری نشانات جبکہ سنت اللہ کے ماتحت توبہ اور تضرع وابتہال سے ہمیشہ ٹلتے چلے آئے۔ اور ٹلتے چلے جائینگے خواہ ان میں کسی شرط مثلاً توبہ وغیرہ کی صراحت کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔ تو مرزا سلطان محمد صاحب کا اڑھائی سال میں فوت نہ ہونا جبکہ یہ بھی ایک انذاری نشان تھا کسی عقلمند کی نگاہ میں قابل اعتراض نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہاں دو باتیں قابلِ تحقیق رہتی ہیں۔

اول۔ یہ کہ کیا اس پیشگوئی میں جو مرزا احمد بیگ اور سلطان محمد کی ہلاکت کے متعلق تھی۔ توبہ کی شرط موجود تھی۔ یعنے یہ بتا دیا گیا تھا۔ کہ اگر یہ لوگ توبہ کرینگے تو خدا ان پر رحم کرے گا۔

دوسرے یہ کہ اگر بتا دیا گیا تھا۔ کہ توبہ سے عذاب ٹل جائے گا۔ تو اس امر کا ثبوت کیا ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب نے توبہ کی۔

پیشگوئی متعلقہ احمد بیگ شرطی تھی

امر اول کا جواب تو یہ ہے کہ اگرچہ انذاری پیشگوئیوں میں کسی شرط کی موجودگی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ قوم یونس سے عذاب ہٹا لیا گیا۔ حالانکہ عذاب کا قطعی وعدہ تھا۔ اور اس میں کسی شرط کا ذکر نہیں تھا۔ یا جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے واقعہ مجدد الف ثانی کے بیان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصریحات سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ انذاری پیشگوئی میں اگرچہ توبہ کی شرط کا ذکر نہ ہو۔ پھر بھی جس شخص کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی ہو۔ اگر اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو جائے۔ تو خداتعالےٰ اپنے قہر کو رحم سے بدل دیتا ہے۔ مگر اس پیشگوئی میں تو واضح اور غیر مشتبہ الفاظ میں اس امر کا ذکر کر دیا گیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص ان میں سے توبہ کرے گا۔ تو خداتعالےٰ اس پر رحم کرے گا۔ اور اپنے عذاب سے اسے بچائے گا۔ چنانچہ

پہلا ثبوت یہ ہے کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھ دیا تھا۔ کہ "اگر وہ توبہ نہ کریں گے۔ تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائینگے ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے۔ اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا **لیکن اگر وہ رجوع کریں گے۔ تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا**"

(مشمولہ آئینہ کمالات اسلام)

دوسرا ثبوت آئینہ کمالات اسلام میں مندرجہ خداتعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ کہ لا اھلکھم دفعۃً واحدۃً بل قلیلاً قلیلاً لعلھم یرجعون ویکونون من التوابین (صفحہ ۵۶۹)

یعنے میں ان لوگوں کو یکدم ہلاک نہیں کروں گا۔ بلکہ آہستہ آہستہ کرونگا **تاکہ وہ رجوع کریں اور توبہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں**۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالےٰ نے رجوع اور توبہ کا فائدہ پہنچانے کا ان لوگوں کو پہلے سے ارادہ کر رکھا تھا اور بتا دیا تھا۔ کہ چونکہ اصل غرض ان لوگوں کی اصلاح ہے۔ اس لئے آہستہ آہستہ اموات بزنگ عذاب نازل کرونگا تاکہ یہ توبہ کر لیں۔ اور خدا کی طرف رجوع کریں۔ گویا جو توبہ اور رجوع الی الحق کا اظہار کریں گے۔ وہ عذاب سے محفوظ ہو جائیں گے

تیسرا ثبوت اس امر کا کہ پیشگوئی میں توبہ کی شرط موجود تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کشف ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ رائیت ھٰذہ المرءۃ واثر البکاء علی وجھھا فقلت ایتھا المرءۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک والمصیبۃ نازلۃ علیک یموت ویبقیٰ منہ کلاب متعددۃ (اشتہار ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء)

یعنی میں نے محمدی بیگم کی نانی (ام زوجۂ احمد۔ انجام آتھم صہ ۲۱۳) کو کشفی اس حالت میں دیکھا کہ اس کے چہرے پر رونے کے آثار ہیں۔ میں نے اسے کہا اے عورت توبہ کر۔ توبہ کر کیونکہ بلا تیری اولاد پر اور مصیبت تجھ پر نازل ہونے والی ہے۔ ایک شخص مر جائیگا اور اس کی طرف سے کتے باقی رہ جائیں گے۔ اس جگہ توبی توبی کے الفاظ صریح طور پر یہ بتاتے ہیں کہ جو مصیبت اس خاندان پر آنے والی تھی وہ قطعی نہیں تھی بلکہ توبہ کے ساتھ دور ہوسکتی تھی۔ اور محمدی بیگم کی نانی کو مخاطب کرنے سے خدا تعالےٰ کو یہ بتانا مقصود تھا کہ اس انذاری پیشگوئی میں توبہ کا دروازہ اس قدر وسیع ہے کہ نانی بھی اگر توبہ اور استغفار کرے گی۔ تو اس سے اس کی اور اس کی بیٹی اور نواسی کی مصیبت دور ہو جائے گی۔ چہ جائیکہ وہ بخود توبہ و استغفار کریں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس الہام کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

ان اللّٰہ صرّح فی ھذا الکشف ما اراد من نوع التخویف والانذار واشار الیٰ ان الآفۃ علیٰ زوج احمد وبنتھا من اللّٰہ الفھا دو مع ذالک حث علی التوبۃ و الاستغفار و اومیٰ بہ ان العذاب یوخر بالتضرع والرجوع الی الغفار ولا یحل الغضب الا عند الاباء والاجتراء والاستکبار۔ ومن تاب واستغفر فلہ حظ من رحمۃ حضرت الکبریاء ولا یاخذہ عذاب مھین الابعد العود الیٰ سیر الفاسقین

(انجام آتھم صہ ۲۱۵)

یعنی خدا تعالےٰ نے اس کشف کے ذریعہ اس تخویف و انذار کی صراحت کر دی ہے۔ جس کو نازل کرنے کا اس کا ارادہ ہے۔ اور اس نے یہ اشارہ کیا ہے۔ کہ مرزا احمد بیگ کی بیوی اور اس کی بیٹی پر خدا کے قہار کی طرف سے ایک آفت نازل ہونے والی ہے

مگر اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے توبہ و استغفار کی بھی ترغیب دی ہے۔ اور اس امر کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ کہ اگر کسی نے تضرع اور رجوع کیا تو عذاب اس سے ہٹا لیا جائے گا۔ اور جب تک کہ وہ سرکشی اور انکار کی طرف عود نہیں کرے گا۔ اس پہ عذاب نہیں اترے گا۔ پس جس شخص نے توبہ کی اور استغفار کیا وہ خدا تعالےٰ کی رحمت سے حصہ پائے گا اور اس وقت تک عذاب اس پر نہیں آئے گا۔ جب تک کہ وہ شرارت پر کمربستہ نہیں ہوتا۔

غرض توبی توبی کے الفاظ صریح طور پر اس پیشگوئی کو شرطی قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی۔ اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے ہیں یہ ہیں۔ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک۔ اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری دختر اور دختر کی دختر پر ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۱۳۱)

پھر فرماتے ہیں۔ "بعض نادان کہتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ وہ نہیں سمجھتے کہ یہ پیشگوئی بھی عبد اللہ آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی۔ اور اس میں خدا تعالےٰ کی وحی اس کی منکوحہ کی نانی کو مخاطب کرکے یہ تھی۔ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک۔ یعنی اے عورت توبہ کو توبہ کر کہ تیری لڑکی کی لڑکی پر بلا آنے والی ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ ۱۹۳)

انجام آتھم میں فرماتے ہیں۔ ان العذاب کان مشروطا لا حکما قطعیا کما ھو وھم العوام (صہ ۲۲) یعنی اس عذاب کی پیشگوئی مشروط بشرط توبہ تھی نہ کہ حکم قطعی جیسا کہ عوام خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح فرماتے ہیں۔ ماکان الالھام فی ھذہ المقدمۃ الا کان معہ شرط

(انجام آتھم صہ ۲۲۳) یعنی اس پیشگوئی کے باب میں مجھے کوئی الہام ایسا نہیں ہوا۔ جس میں شرط مذکور نہ ہو۔ پھر فرماتے ہیں۔ "یہ پیشگوئی بھی مشروط بشرط تھی اور ہم یہ بھی بار بار بیان کر چکے ہیں کہ وعید کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی تخلف پذیر ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ یونس کی پیشگوئی میں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صہ ۵۳)

"تذکرۃ الشہادتین میں بھی فرماتے ہیں کہ" یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح مشروط بشرط ہے۔ یعنی یہ لکھا گیا تھا۔ کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری ہوگی کہ ان دونوں میں سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نہ کرے" (صہ ۱۸) اسی طرح فرماتے ہیں۔ "اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔" (الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء صہ ۱۴ کالم ۳) ایام الصلح میں بھی فرماتے ہیں۔ "یہ پیشگوئی بھی مشروط بشرائط تھی اور ضرور ہے کہ اس وقت تک اس کا دوسرا حصہ معرض توقف میں رہے جب تک کہ خدا تعالےٰ کی نظر میں اسباب نقض شرائط کے جمع ہوں"

(حاشیہ صہ ۹۰)

چوتھا ثبوت۔ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں۔ "یہ الہام جو شرطی طور پر مکتوب الیہ کی موت فوت پر دلالت کرتا تھا ہم کو بالطبع اس کی اشاعت سے کراہت تھی۔" (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صہ ۲۸۶)

پس مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد مرزا سلطان محمد صاحب کی ہلاکت کی جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ وہ شرطی تھی۔ اور اگرچہ ہر انذاری پیشگوئی شرطی ہوتی ہے۔ مگر اس میں شرط کی وضاحت بھی کر دی گئی تھی۔ اور کھلے اور صاف الفاظ میں بتا دیا گیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص ان میں سے توبہ اور خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کرے گا۔ تو خدا بھی رحم کے ساتھ رجوع کرے گا چونکہ مرزا احمد بیگ نے اس پیشگوئی کی شرط سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور باوجود ہلاکت کی خبر سننے کے اپنی قلبی اصلاح کی طرف مائل نہ ہوا۔ اس لئے وہ مقررہ میعاد میں ہلاک ہو گیا۔ مگر مرزا سلطان محمد صاحب نے اس شرط سے فائدہ اٹھایا اور اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈر کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنا عذاب ان سے ہٹا لیا۔ چنانچہ ان کے آج تک زندہ رہنے کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھک گئے۔ اور انہوں نے مرزا احمد بیگ کی ہلاکت سے سبق حاصل کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کیا۔ بلکہ ان کے بزرگوں نے عجز و نیاز کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں دعائیہ خطوط بھی لکھے۔ جن میں اپنی توبہ اور استغفار کا حال لکھتے ہوئے گذشتہ افعال پر پشیمانی کا اظہار کیا۔ یہی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے اس

اسلام میں بیوی کا مقام اور اس کے فرائض

اسلامی تعلیم کی خوبی

پچھلے دنوں سیرت النبیؐ کے جلسہ کے موقع پر جب جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کا مضمون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے متعلق پڑھکر سنایا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ نہ صرف جنگوں کے متعلق بلکہ ہر اسلامی مسئلہ کے متعلق اسلام کی تعلیم میں دو پہلو پائے جاتے ہیں۔ جن پر غور نہ کرنے کے نتیجہ میں افراط یا تفریط تک نوبت پہنچتی ہے۔ اسلام اپنی تعلیم کو وسطی قرار دیتا ہے۔ تاکہ ہر قسم کے انسان اس پر عمل کر سکیں۔ اور اس لئے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں ہر ملک و قوم اور ہر خیال اور طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے۔ اور اس احتیاط کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جب ابتداء میں کوئی شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے تو وہ اسلام لانے سے پہلے کے خیالات سے اسلام کو پرکھ کر ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اسلامی مسائل میں ایسی ترتیب رکھی ہے جو انسان کی فطرت کے مطابق ہے۔

اس خیال کو جو تقریر سنتے ہوئے میرے دل میں جم چکا تھا۔ خالی الذہن ہو کر سوچنے کے بعد بھی میں نے پختہ پایا۔ اور حضرت میر صاحب کے مضمون سے خاص طور پر تقویت پہونچی ہے۔

یہ امر واضح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے دو پہلو تھے۔ اور جب تک یہ نہ ہوتے آپ کا یہ دعوے کہ آپ انسانوں کیلئے کامل نمونہ ہیں۔ پورا نہ ہوتا محض دشمنوں کے اعتراض سے ڈر کر اپنے اعتقادات کو چھپائے رکھنا بزدلی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر عقیدہ کا صاف طور پر اعلان کرنا چاہئے کہ یہی دیانت کا تقاضا ہے۔ میرے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ میں کوئی ایسا فعل نہیں جس پر دشمن کو معقول اعتراض کرنے کا موقعہ مل سکے۔ خدائی تعلیم اٹل اور کامل ہے۔ اور ہر زمانہ اور ہر وقت اور ہر مقام پر اس پر عمل ہو سکتا ہے۔ ہم بعض دفعہ اپنی بشری کمزوری کی وجہ سے دشمن کا اعتراض سن کر گھبرا جاتے ہیں۔ ورنہ اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل میں حکمت ہے۔ اور اگرچہ ایک عرصہ تک حضور کے فعل کا کوئی پہلو ہماری نظر سے اوجھل رہے۔ مگر زمانہ آتا ہے۔ کہ خود بخود اللہ تعالےٰ انہی لوگوں سے جو حضور علیہ السلام کے فعل پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ اس پر عمل کراتا ہے۔ جنگوں کے معاملہ میں خود یورپ کا رویہ دیکھ لو۔ اسی اصل پر ہے۔

خاوند بیوی کے حقوق

اسی طرح مرد اور عورت کے حقوق کا سوال ہے۔ جس کو ہم محض یورپ کی مذموم آزادی سے متاثر ہو کر نا سمجھی سے اکثر اوقات اس طور پر پیش کرتے ہیں۔ کہ گویا اسلام بھی اسی قدر آزادی کا قائل ہے۔ اور بعض اوقات تو مرد کی حیثیت کو اس طرح عورت کے مقابلہ میں لا کر گرایا جاتا ہے۔ کہ جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ خدا بھلا کرے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب درد مبلغ انگلستان کا جنہوں نے گذشتہ دنوں اس امر کو محسوس کرتے ہوئے انگلستان کی ایک علمی مجلس میں ایک لیکچر دیکر واضح کیا۔ کہ میاں بیوی کے حقوق کے متعلق اسلامی تعلیم کے اس پہلو کے علاوہ جو عام طور پر غیر مسلموں میں پیش کیا جاتا ہے۔ دوسرا رُخ بھی ہے۔ جو بذاتِ خود نہایت پاکیزہ اور ہر قسم کے اعتراض سے بالا ہے۔ میں یہاں تصویر کے اس رخ کو وضاحت سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ اس اصل کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور ثبوت ہے۔ کہ اسلام کی ہر تعلیم میں کمزور اور توانا ہر دو کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم میانہ روی اختیار کریں۔

عورتوں کی تعلیم

عورتوں کی تعلیم نے چند سالوں میں ایسی ترقی کی ہے۔ جس کی مثال گذشتہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ ہندوستان بلکہ پنجاب میں تھوڑے ہی عرصہ میں تعلیم اتنی عام ہوگئی ہے۔ کہ اس سے پہلے مفقود تھی۔ دُور کیوں جائیں خود قادیان میں ستانوے فیصدی کے قریب لڑکیاں تعلیم یافتہ ہیں۔ اور نصرت گرلز سکول سے ہر سال کافی تعداد میٹرکولیشن کے امتحان میں شامل ہوتی ہے۔ اور اس بات پر ہمیں بجا طور پر فخر ہے علم ایک دولت ہے۔ بلکہ ایک فریضہ جس کا طلب کرنا ہر انسان پر فرض ہے۔ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق ارشاد ہے کہ اطلبوا العلم ولو کان فی الصین۔ لیکن ابتداء میں دبہ نہ ہونے کیوجہ سے انسان بعض اوقات راستقیم سے بھٹک جاتا ہے۔ اور اپنے مقصد کو چھوڑ کر ذریعہ حصول کو ہی اپنے نصب العین قرار دے لیتا ہے۔ مثلاً اسی زمانہ میں دنیاوی تعلیم صرف اس وجہ سے حاصل کی جاتی ہے۔ کہ اس کی مدد سے دین سمجھکر اس کی اشاعت کر سکیں بذات میں دنیاوی تعلیم ہمارا مقصد نہیں۔ مغربی لوگوں نے تعلیم کو اپنا مقصد سمجھا۔ اور اپنی محدود عقل اور علم کے ساتھ خدائی قانون کی پڑتال شروع کر دی کے نتیجہ میں دہریت اور لامذہبیت نے ترقی کی۔ مردوں کے علاوہ عورتوں میں حصول آزادی کے لئے جد وجہد کا پیدا ہوا۔ انہوں نے مردوں کے دوش بدوش کھڑا ہونا شروع کیا۔ اور ہر رنگ برابری کا دعوے کیا۔ چونکہ اخبارات اور درسی کتب میں یہ تذکرہ عام رہتا۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے لڑکیوں کی تعلیم کا مناسب انتظام فرمایا۔ اور ضروری تبدیلیاں عمل میں آئیں جن کی وجہ سے دنیاوی علوم کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ دینیہ کا درس جاری ہوا۔ تاکہ لڑکیاں دہریت کی رو میں بہہ نہ جائیں۔ نہ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو یہ کہتے ہیں۔ کہ عورتوں کو تعلیم دینی ہی نہ چاہئے اور نہ ہی وہ جو دنیاوی تعلیم کو اپنا نصب العین قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ صحیح اسلامی طریق وہ ہے جس کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ العزیز عمل میں لا کر اس کی برتری ثابت ہے کر رہے ہیں۔

روزی کمانا بیوی کا کام نہیں

الغرض تعلیم اپنی ذات میں بری چیز نہیں ہاں اس کے ساتھ جو بداثر عورتوں کے اندر سرایت کر جاتے ہیں۔ وہ ضرور قابل مذمت ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ "آزادی" کا انگلستان میں اس قدر دور دورہ تھا نہیں بلکہ تمام مغربی ممالک میں عورتوں کا راج تھا۔ اور مغربی لوگوں کے نزدیک عورت اس قدر آزاد متصور ہوتی تھی۔ کہ اسے تمام پیشوں میں مرد کے دوش بدوش کام کرنے کا حقدار سمجھا جاتا تھا۔ عورت اور مرد کے دائرہ عمل میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ یہ ایک غلطی تھی جس کی حقیقت اب یورپ پر واضح ہو چکی ہے۔ اور اب یورپ کے تمام مہذب ممالک اس تجربہ سے نالاں ہیں۔ ہر وہ عقیدہ جس کی بنیاد مذہب پر نہ ہو۔ بالآخر باطل ٹھہرتا ہے۔ اور زمانہ اور تجربہ بتلا دیتا ہے کہ جن لوگوں نے اس کو اختیار کیا وہ غلطی پر تھے۔ خود ان لوگوں کا اس کے خلاف عمل اس بات کی علامت ہوتا ہے۔ کہ وہی عقیدہ درست ہے جس کی بنیاد مذہب پر ہو۔ چنانچہ تعلیم یافتہ عورتوں کی ملازمت کے سلسلہ میں یورپ اب بڑی شد ومد سے مخالفت کر رہا ہے۔ اور تجربہ نے بتلا دیا ہے کہ ایک عورت بیوی ہوتے ہوئے دو کام نہیں کر سکتی۔ اور اگر کرنے کی کوشش بھی کرے تو دونوں میں سے کوئی ایک کام ضرور نامکمل رہیگا۔ خود وہی لوگ جنہوں نے عورت کو اس قدر آزادی دی کہ اس کے ہر اشارہ پر چلنا فخر سمجھا۔ اور عورت کو کمانے پر مقرر کیا وہ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں غلطی خوردہ تھے۔ یہ بھی یورپ کی ایک شکست ہے۔ اور اسلامی تعلیم کی برتری کا اعتراف۔ وہ گھر۔ گھر نہیں۔ بلکہ ہوٹل بن جاتا ہے۔ جس میں میاں بیوی دونوں ملازم ہوں اس سلسلہ میں ایک لطیفہ باعث دلچسپی ہوگا۔ جو یں بیان کیا جاتا ہے۔ لازم میاں بیوی جب دفتر سے واپس آتے ہیں تو میاں بیوی سے یوں مخاطب ہوتا ہے

Dear, Is dinner ready. (پیاری کیا کھانا تیار ہے؟)

بیوی جو خود چند منٹ پہلے گھر میں داخل

بجتی تھی۔ ارشاد فرماتی ہے۔ (نہیں) "No"
I am going to the hotel then.
(خاوند) بہت اچھا تو میں ہوٹل جاتا ہوں
Wait for five minutes
(بیوی) پانچ منٹ ٹھہرو
Will it be ready then.
(خاوند) (اطمینان کرنے کی خاطر) کیا اس وقت کھانا تیار ہو جائے گا۔
No, I am coming with you.
(بیوی) نہیں میری مراد یہ ہے۔ کہ پانچ منٹ ٹھہرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوٹل چلتی ہوں۔

میاں بیوی کا الگ الگ دائرہ عمل

اسلام کے نزدیک میاں بیوی ہردو کا دائرۂ عمل جداگانہ ہے۔ مرد کا کام روزی کمانا اور عورت کا کام بچوں کی تربیت اور گھر کا انتظام کرنا ہے۔ یورپ نے جس بات کو تجربہ اور مشاہدہ کرنے کے بعد یقین کیا۔ اسلام نے شروع سے اسے پیش کیا ہے۔

عورت کے فرائض اور ذمہ داریاں اس امر کی متقضی ہوتی ہیں کہ وہ اپنا سارا وقت اپنے گھر میں صرف کرے۔ یورپ نے اس حقیقت کو محسوس کر لیا ہے۔ کہ اگر عورت خود کمانے والی ہو۔ تو اس کے دل میں مرد کی عزت اور وقعت نہیں رہتی۔ چونکہ وہ مرد کی محتاج نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ آزادانہ طور پر خاوند کی رائے کو ٹھکرا دیتی ہے۔ اور اس طرح عورتوں کے دماغ میں آزادی کا غلط مفہوم بیٹھ جاتا ہے۔

درحقیقت اسلام نے جو یہ اصل مقرر کیا ہے تو اس میں بھی ایک بہت بڑی حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ جب عورت خود کماتی نہ ہوگی تو وہ میاں کے ذریعہ اپنی ضروریات پوری کرے گی۔ اور وہ جو ضروریات پوری کرے گا اس کے متعلق شکرگذاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایسے جذبات محبت پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب خاوند جس کے ذمہ اپنے بیوی بچوں کے لئے روزی کمانا ہے۔ اپنے فرائض کی انجام دہی سے واپس گھر آئے تو فطرتاً وہ ایسے ہمدرد کا محتاج ہوتا ہے۔ جو اس کو آرام پہنچائے۔ اور اپنی محبت کی نگاہ سے اس کی محبت کو جذب کر کے اس کی تمام ذہنی تکالیف اور دکھ درد بھلا دے۔ اور قرآنی آیت کے مطابق اس کے لئے تسکین اور راحت کا باعث ہو۔ اسی محبت کے نتیجہ میں مرد عورت کے لئے قربانی کرنے کے لئے طیار ہوتا ہے۔ حتی المقدور اس کے گھر کے کام کاج میں بھی مدد دیتا ہے اس کے ساتھ نیک سلوک کرتا۔ اور عدل سے کام لیتا ہے۔ بیوی کے دکھ درد میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

الغرض اسلام کی تعلیم اس امر کی متقضی ہے۔ کہ اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر میانہ روی اختیار کی جاوے۔ اور اگر ہم اس پر عمل نہ کر سکیں۔ تو یہ ہماری بدقسمتی ہوگی۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں ایسی سزا بھگتیں گے کہ جو متاہل زندگی کو جہنم بنا دے گی۔

اسلام میں عورت کا درجہ

اسلام نے جہاں مرد اور عورت کے حقوق کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ایک لحاظ سے برابر رکھا ہے۔ اور دوسری جہت سے مرد کو فضیلت دی ہے۔ بحیثیت انسان ہونے کے دونو برابر ہیں۔ بیوی مرد کی غلام نہیں۔ بلکہ اس کے برابر درجہ رکھتی ہے۔ اپنے مال اور دولت کی وہ خود مالک ہے۔ حقوقِ وراثت سے وہ برابر متمتع ہوتی ہے۔ اسلام نے دنیا میں آ کر عورت کی حیثیت کو قائم کیا۔ اور یہ امر واقع ہے کہ اسلام کے نزدیک عورت کو جو رتبہ اور حیثیت حاصل ہے وہ دیگر مذاہب میں ہرگز نہیں۔ اور اس دلیل کو ہم ہمیشہ مخالفین کے سامنے اسلام کی برتری کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اور اسی زاویہ نظر کا آج کل الفضل میں دور دورہ ہے۔ لیکن میں یہاں تصویر کا دوسرا رُخ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس مسئلہ پر مکمل روشنی پڑ سکے۔

خاوند کو بیوی پر فضیلت

"اسلامی عورت" کی جو حیثیت ہم پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ غیر اسلامی عورتوں کے مقابلہ میں ہے یعنی جب ہم عورت کی حیثیت کو اس شان میں پیش کرتے ہیں جس کے مقابلہ میں غیر مسلم لوگ عاجز آ جاتے ہیں۔ تو یہ ایک مذہب کا دوسرے مذہب سے مقابلہ ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے حقوق کا سوال نہیں ہوتا۔ اور جب اس جہت اور اس نسبت سے ہم میاں بیوی کے حقوق پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو اس میں بھی اسلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً اسلام کہتا ہے۔ کہ مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ اور انہیں عورتوں پر درجہ اور فضیلت حاصل ہے۔

اس طرح گھر کی حکومت کو اور اس کے نظام کو قائم رکھا گیا ہے۔ اس کے بغیر حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ اس میں لازماً فتور پڑ جائے گا۔ اور گھر کا امن اور چین اُٹھ جائیگا جس حکومت میں دو برابر کے حاکم ہوں وہ حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ گھر بھی ایک مختصر سی حکومت ہے۔ اگر اس میں بھی دو حاکم ہوں تو کام نہیں چل سکتا۔ اس سے باہمی کشمکش کے علاوہ آئندہ نسل کی تربیت پر بُرا اثر پڑے گا۔ وہی نمونہ جو انہوں نے گھر میں دیکھا ہوگا۔ جب خود گھر کی مالک بنینگی اس پر عمل کرینگی۔ جس کلب کا کوئی پریذیڈنٹ نہ ہو۔ اور جس کی رائے کی کوئی وقعت نہ ہو۔ وہ کلب کبھی نہیں چل سکتا۔ پھر جن لوگوں میں اطاعت کا مادہ نہ ہو وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔

اسی اصل کے مدنظر فرانس کے بادشاہ نپولین کا ایک مقولہ ہے۔ کہ جو لوگ اطاعت کرنا نہیں جانتے انہیں حکومت کرنی بھی نہیں آ سکتی"۔ حاکم بننے کے لئے ایک مدت تک محکوم ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی بیوی خاوند کا کہا نہیں مانتی تو کل وہ اپنی اولاد سے کس طرح توقع رکھ سکتی ہے کہ اس کی فرمانبردار ہوگی۔ اس نظام کی پابندی کے لئے اسلام نے ہر مجلس میں امیر کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی حکم ہے۔ کہ جب دو آدمی بھی اکٹھے سفر کریں۔ تو ایک کو اپنے میں سے امیر مقرر کر لیں۔ پس مرد کی حیثیت بیوی کے مقابلہ میں ایک پریذیڈنٹ یا امیر کی سی ہے۔ جس کو خود خدا تعالےٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ بیوی کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کے ساتھ دلی تعاون کرے۔ اور اس کے احکام کو خوشی سے بجا لائے۔ کیونکہ اس کی رضا میں خدا تعالےٰ کی رضا ہے۔ اسی مقصد کو پیش کرنے کے لئے حدیث میں آتا ہے۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرے۔ لیکن جہاں عورت پر اطاعت واجب رکھی ہے۔ مرد پر بھی دلداری اور اس کے جذبات کا احترام فرض کیا گیا ہے۔

مرد کو قوام قرار دینے میں ایک اور حکمت بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ عورت فطرتاً کمزور واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ انگریزی میں ایک مقولہ ہے۔

Frailty: Frailty; thy name is woman.

عورت کی عقل پر ہمیشہ اس کے جذبات غالب رہتے ہیں۔ عورت میں یہی وہ کجی ہے۔ جس کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اَلْمَرْءَۃُ کَالضِّلَع

اس فطری کمزوری کے باعث وہ عام طور پر اپنا نفع و نقصان نہیں سوچ سکتی۔ اس لئے مرد کو اس کے اعمال کا محافظ قرار دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اسلام نے عورت کی اسی کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے مرد کو تو اختیار دیا کہ وہ اپنی بیوی کا انتخاب کر سکے۔ لیکن عورت کو انتخاب بذریعہ ولی دیا گیا۔ پھر عورتیں مردوں کی نسبت ذہنی ارتقا کے لحاظ سے ناقص ہوتی ہیں۔ اس لئے اسلام نے انفرادی طور پر ان کی گواہی کو بھی ناقص قرار دیا ہے۔ ان حالات میں مرد کو عورت پر "درجہ" دیکر اسلام نے عورت کی رہبری کی ہے۔ اور اس کی حفاظت کا فرض خاوند کے ذمہ ڈال کر اس پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاوند کو اختیار حاصل ہے۔ کہ عورت پر حالات کے مطابق پابندیاں عائد کر سکے۔ ضرورت کے وقت اسے بدنی سزا بھی دے سکے۔ اور اسے ان لوگوں سے ملنے سے روکے جن کی وجہ سے اس کی طبیعت پر بُرا اثر پڑتا ہو۔ تاکہ اس کے اپنے گھر کا امن قائم رہے۔

خاوند کے اس مقام کو نہ سمجھنے کے باعث ہی بعض گھر معاشرت کا بُرا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ کیفیت مغربیت کی تقلید کے نتیجہ

غیر مبایعین اور دیال باغ

مولوی محمد علی صاحب نے حال میں جس دیال باغ اور اس کی سکیموں کا ذکر کر کے جماعت احمدیہ کی تحریکات کو ان کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اس کے متعلق خود مولوی صاحب کے اخبار "لائٹ" میں اس کے ایڈیٹر مولوی محمد یعقوب خان صاحب جنہیں مولوی صاحب کے ساتھ مذہبی عقیدت رکھنے کے علاوہ ہم زلف ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ جن خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

دیال باغ اور برادرانِ اسلام

دیال باغ کے باشندے بہشت کے مزے لُوٹ رہے ہیں

(از قلم جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایم اے ایڈیٹر اخبار "لائٹ" لاہور)

"کاش منکر خدا جو خدا کا نام سنتے ہی چیں بہ جبیں ہو جاتا ہے اور اسے محض ایک طبع زاد افسانہ سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ انسان کی روزانہ زندگی میں بھلا خدا کو کیا کام؟ دیال باغ جا کر دیکھے۔ ہاں ملّا۔ اور پنڈت بھی وہاں جائیں جو کہتے ہیں۔ روحانیت داڑھی یا مالا کی لمبائی یا ماتھے پر مقدس نشان میں منحصر ہے۔

دیال باغ ۔۔۔ حقیقی معنی میں باغ رحمت ۔۔۔ دنیا کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتا ہے کہ ۔ God Force رآتم شکتی) بھاپ بجلی۔ وقدرت کی دیگر شکتیوں کی مانند مستعمل ہونے سے ایک آدرش انسانی سوسائیٹی کی عمارت کھڑی کرنے میں کیا کیا کرشمے دکھلا سکتی ہے۔ آگرہ کا ایک عجوبہ تاج محل ہے جو سنگ مرمر کا ہے۔ لیکن دوسرا عجوبہ جس پر یہ بجا فخر کر سکتا ہے۔ اور جو تاج محل سے بھی بڑھ کر ہے۔ دیال باغ ہے جو انسانی سوسائیٹی کی ایک قابل رشک عمارت ہے۔ اور کلینتہً God Force رآتم شکتی، پر قائم ہے۔

آگرہ سے قریباً دو میل کے فاصلہ پر ۔۔۔ شہری زندگی کے شور و شغب سے بے نیاز ۔۔۔ مالک کے بھگتوں کی یہ بستی قائم ہے جو مالک کے پریم میں سرشار اپنا جیون بسر کرتے ہیں۔ کٹر پنتھی ہندو انہیں ادھرمی بتلاتے ہیں۔ مسلمانوں کی نگاہوں میں وہ کافر ہو سکتے ہیں۔ لیکن خدا دلوں کو ٹٹولتا ہے نہ کہ بیرونی نشانات دیکھتا ہے۔ اس لئے دیال باغ سچ مچ رشک گلزار جنت نظر آتا ہے۔ جسے دیکھ کر قرآن مجید کی یہ آیت سامنے آجاتی ہے۔

"اے آدم تو اور تیری بیوی دونوں اس باغ میں رہو" یہ بلا شبہ ایک باغ ہے جو صفائی میں آئینہ ہے جس کے مکانات نہایت خوبصورت ہوادار اور روشن ہیں جس کی فضا پریم و شانتی سے معمور ہے۔

دیال باغ کسی کا دست نگر نہیں ہے یہ اپنے باشندگان کی جسمانی۔ دماغی و روحانی ضروریات خود پوری کرتا ہے یہاں سکول ہیں۔ کالج ہیں۔ ٹیکنیکل کالج ہے۔ بورڈنگ ہاؤس ہیں۔ کارخانے ہیں جن میں بٹن سے لے کر برقی پنکھے غرض انسان کے استعمال کی تمام چیزیں تیار ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک عظیم الشان ڈیری فارم ہے۔ اپنی میونسپلٹی اور اپنی ہی پولیس ہے۔ یہ تمام انسٹی ٹیوشنز دو میل لمبی سڑک کے کنارے جس کے ہر دو جانب خوبصورت درخت لگے ہیں۔ آباد ہیں۔ اختتام پر ایک سائن بورڈ لگا ہے جس کے نزدیک سے مین روڈ سے ایک سڑک نکلتی ہے اور جو اہلیانِ دیال باغ کی زندگی کا ماحصل پیش کرتی ہے۔ یہ وہ سڑک ہے۔ جو شمشان بھومی کو جاتی ہے اور بجا طور پر "ابدی سڑک" کے نام سے موسوم ہے ہم یہ الفاظ پڑھ کر دیال باغ کے بانی اور روحِ رواں نشری صاحب جی مہاراج کی دور اندیشی اور مذہبی نظریہ کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ انہوں نے ہمارے روبرو یہاں کی زندگی کی ایک نہایت اعلیٰ تصویر کھینچی فرمایا بستی کی آبادی میں سب سے اول مقام زچہ خانہ آتا ہے جہاں انسان پیدا ہوتا ہے پھر سکول و کالج آتے ہیں جہاں وہ تعلیم و تربیت حاصل کرتا ہے۔ پھر کارخانے آتے ہیں جہاں وہ کسب معاش کے لئے محنت و مشقت کرتا ہے اور آخر میں "ابدی سڑک" آتی ہے جہاں سے اپنی ابدی زندگی کا سفر ختم کر کے چلنا پڑتا ہے یہ ہے مختصر سا خاکہ اس حیرت انگیز عدیم المثال انسٹی ٹیوشن کا اس میں قابل غور شئے تو وہ شکتی ہے جس نے یہ تمام باتیں ممکن بنا دیں۔ وہ شکتی ان کا مشترکہ مذہبی جذبہ ہے۔ یہاں کے تمام باشندے ایک ہی برادرانہ سلسلہ۔ یعنی رادھا سوامی مت سے وابستہ ہیں۔ ایک عظیم الشان جلسہ گاہ ہے جس میں لاؤڈ سپیکر نصب ہیں۔ اور جہاں بستی کا ہر ایک مرد و عورت صبح و شام ست سنگ میں شریک ہوتا ہے۔ اور صاحب جی مہاراج کی بصیرت افروز تقاریر سے مستفیض ہوتا ہے۔ خوش قسمتی سے ہمیں بھی ان کی تقریر سننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنی آنکھیں بند کر لیتے تو یہی محسوس کرتے کہ اسلام کا ایک فاضل ترین نمائندہ تقریر کر رہا ہے۔

دیال باغ مذہبی و مجلسی کارکنان کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ وہ یہاں آکر بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ مہاتما گاندھی یہاں آکر دیکھیں گے کہ مکمل آزادی کے بغیر بھی ہدم رول حاصل کیا جا سکتا ہے۔ پنڈت جواہر لال یہاں آکر دیکھیں گے کہ یہ مختصر پیمانہ پر ایک کمیونسٹ سٹیٹ ہے۔ لیکن جس میں لامذہبیت کے بجائے خدا پرستی کا پرچم لہرا رہا ہے۔ دیال باغ میں کوئی نجی جائداد نہیں۔ ست سنگی خود اپنے صرفہ سے مکانات بنا کر رضا کارانہ سبھا کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ میونسپلٹیوں کے صدر یہاں آکر دیکھیں کہ سڑکوں۔ راستوں۔ تفریح گاہوں مکانات اور نالیوں کی صفائی کسے کہتے ہیں۔

لیکن ہم نے "دیال باغ" کو ایک مختلف مقصد کے پیش نظر آج کے مقالہ افتتاحیہ کا موضوع بنایا ہے۔ اگر مسلمانوں کے مختلف فرقے اپنا وقت اور اپنی قوت ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور باہمی سر شکنی میں ضائع کرنے کے بجائے **دیال باغ کے تعمیری لائحہ عمل کی تقلید میں صرف کریں** تو وہ نہ محض سوسائیٹی کی حقیقی خدمت سر انجام دیں گے بلکہ اسلام کی شہرت کو چار چاند لگا دیں گے۔ اس وقت ہماری سرگرمیاں سرتاپا تخریبی ہیں۔ ہمیں سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب ہم ایک دوسرے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں حق تو یہ ہے کہ ہم لوگ ایسے مذہب کی تصویر اپنے ذہن میں لا ہی نہیں سکتے جس میں برادرانہ اخوت و مساوات لازمی و لابدی سمجھی جاتی ہو۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ مذہب اسلام جتنا ہم **نے دیال باغ میں دیکھا ہے کسی اسلامی انسٹی ٹیوشن یا سوسائیٹی میں نہیں دیکھا** ہماری زندگیاں فریب و دھوکے کا مجسمہ ہیں اور تاہم ہم نادانی سے سمجھے بیٹھے ہیں کہ جنت کے حقدار ہم ہی ہیں ہم اتنا تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت ہم لوگ جہنمی زندگی بسر کر رہے ہیں اور دیال باغ کے کافر جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ یہ فرق کیوں ہے

صرف اپنا مذہبی جوش و خروش ایک فارغ البال اور مرفہ الحال سوسائیٹی بنانیکے تعمیری کام میں لگا دیا ہے اور جیسا کہ جناب صاحب جی مہاراج نے فرمایا۔ "وہ نہ تعریف کی پرواہ کرتے ہیں

وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں اضافہ

وزارت مواصلات کا محکمہ

نئی دہلی۔ ۱۰ جنوری۔ اسمبلی کے اجلاس قریب آنے کے ساتھ ساتھ ایک مرتبہ پھر وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں وزارت مواصلات کے قیام کا مسئلہ درپیش ہے۔ حکومت ہند اپنے اس اصول پر قائم ہے۔ لیکن ابھی تک یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ اس بارے میں کیا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ کلکتہ کے اجلاس اگزیکٹو کونسل میں اس مسئلہ پر غور کیا گیا تھا۔

گذشتہ فروری میں سر محمد ظفر اللہ خان نے حکومت کی طرف سے اعلان کیا تھا کہ آئندہ سال وزارت مواصلات کے قیام کے لئے ایک عملی قدم اٹھایا جائیگا مگر اس وقت فیڈریشن کے قیام کا مسئلہ اتنا یقینی نہ تھا۔ جتنا کہ آجکل جدید وائسرائے کی خواہشات قیام فیڈریشن کی وجہ سے ہے۔ لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب سال آئندہ فیڈریشن کا قیام یقینی ہے۔ تو پھر چند ماہ کیلئے وزارتوں میں فوری تبدیلی کی ضرورت کیا ہے۔

اس بارے میں مختلف پارٹیوں کی طرف سے اسمبلی میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا تھا۔ اس کا پنڈت گوبند بلب کی اس تقریر سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ وہ موجودہ انتظام ہی کو برقرار رکھنے کے حق میں ہیں یعنی کامرس ممبر کے ماتحت ریلوے روڈ سمندر پار کے مسائل۔ بحری اور فضائی سلسلہ مواصلات نیز ڈاک و تار کے محکمہ جات بدستور رکھے جائیں۔ بہر حال ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آئندہ اپریل میں جدید وزارت مواصلات قائم کی جائے گی اس وقت مسٹر فرینک نائس اپنے فرائض سے سبکدوشی حاصل کریں گے۔ اور محکمہ انڈسٹری اینڈ لیبر کو کامرس اینڈ انڈسٹری کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

کشتی نوح کا جیبی سائز

مولوی ابوالفضل محمود صاحب قادیان نے "کشتی نوح" جیبی سائز پر شائع کی ہے۔ اور مجلد کی قیمت ایک آنہ رکھی ہے۔ احباب متعدد جلدیں منگا کر احمدیوں اور غیر احمدیوں میں تقسیم کریں یہ ایسی کتاب ہے۔ جسے ہر احمدی کو زیر مطالعہ رکھنا چاہئے۔

رشتہ کی ضرورت

ایک انٹرنس تک تعلیم یافتہ لڑکی کے لئے جو امور خانہ داری کا سلیقہ نہایت اعلیٰ رکھتی ہے شریف اور خاندانی گھرانے کی ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ خط وکتابت ب س ع۔ معرفت ایڈیٹر الفضل کی جائے

تصدیق

میرے ایک عزیز کی بیوی کو سیلان الرحم اور ماہواری بے قاعدگی کا عارضہ تھا۔ بڑے بڑے طبیبوں سے انہوں نے علاج کرایا۔ مگر کوئی خاطر خواہ فائدہ ظاہر نہ ہوا۔ میں نے ان کو اپنی محترم بہن نجم النساء صاحبہ شاہدرہ لاہور کی دوا راحت کے استعمال کرنے کی تحریک کی چنانچہ انہوں نے منگا کر استعمال کی جس سے ان کو خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوا۔ اب خدا کے فضل سے انکے گھر لڑکا بھی پیدا ہوا ہے۔ میں اپنی بہنوں سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ ضرور بضرور اس دوا کو استعمال کرکے فائدہ حاصل کریں۔ واقعی مجرب و مفید ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت دو روپیہ ہے جو میرے خیال میں بہت ہی کم ہے۔ ایسی مفید چیز کی جتنی بھی قیمت ہو کم ہے۔ ماسٹر عبدالحکیم مینیجر صیغہ اشتہار الفضل قادیان

مجرب محافظ جنین

حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے۔

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ ہچکیں۔ دردپسلی یا مونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ اور خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ اور لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کرکے ہمیشہ کیلئے بے اولادی کا داغ لیگئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ مولوی نور الدین صاحب شاہی طبیب سرکار جموں وکشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۰۱ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ۱ع مکمل خوراک گیارہ تولے ہے۔ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک

المشتہر حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

مفرح یاقوتی

شادی ہوگئی؟ آپ جو چیز چاہتے ہیں وہ یہ ہے۔

یہ مرد و عورت کیلئے تریاقی نہایت تفریح بخش۔ دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی دماغی قلبی اور عصبی کمزوری کیلئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ زندگی کی روح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کرکے دیکھئے۔ اور لطف زندگی اٹھائیے۔ عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کیلئے یہ ایک اکسیر چیز ہے حمل میں استعمال کرنے سے بچہ نہایت خوبصورت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا ہی ہوتا ہے اسکی پانچ روپیہ قیمت منکر نہ گھبرائیے۔ نہایت ہی قیمتی اور نہایت عجیب الاثر تریاقی مفرح اجزاء مثلاً موتی عنبر۔ موتی کستوری۔ جدوار الصیل یاقوت مرجان۔ کہربا۔ زعفران۔ ابریشم مقرض کی کیمیاوی ترکیب۔ انگور سیب وغیرہ میوہ جات کا رس۔ مفرح اور مقوی ادویات کی روح نکال کر بنایا جاتا ہے۔ تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے۔ علاوہ اسکے ہندوستان کے رؤساء امراء و معززین حضرات کے بیشمار سرٹیفکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں۔ چالیس سال سے زیادہ مشہور اور سہرا بال وعیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول رض اور تمام اکابرین ملت احمدیہ اسکے عجیب الفوائد اثرات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اسکے اندر کوئی زہریلی اور نشئی دوا شامل نہیں ہے۔ دنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں۔ جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جنکو جوانی میں خاص زندگی سے لطف اندوز ہونے کی آرزو ہے۔ **مفرح یاقوتی** بہت جلد اور یقینی طور پر پٹھوں خون اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ عورت اور مرد اپنی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعہ قائم رکھ سکتے ہیں تمام مفرحات مقویات اور تریاقات کی سرتاج ہے۔ پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچ روپیہ میں ایک ماہ کی خوراک

دواخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

میسور ۱۲ر جنوری۔ میسور میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان زبردست فساد ہوگیا۔ جس کے باعث پولیس کو گولی چلانا پڑی۔ گولی چلانے سے ۳ اشخاص ہلاک اور ایک درجن کے قریب مجروح ہوگئے۔ مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی تھی۔ کہ عیسائی دو مسلمان لڑکوں کو اپنے گرجا میں قربانی کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس افواہ کے نتیجہ میں گرجا کے نزدیک عیسائیوں اور مسلمانوں میں تصادم ہوگیا۔ پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنا چاہا۔ لیکن گرجا کے قریب اینٹوں کی بارش ہو رہی تھی۔ اسی اثنا میں سٹی مجسٹریٹ اور صدر بلدیہ موقع پر پہنچ گئے۔ مگر وہ بھی مجروح کر دئے گئے۔ اس کے علاوہ پولیس کے بہت سے آدمیوں کو بھی شدید ضربات آئیں جب ہجوم کسی طرح منتشر نہ ہوا۔ تو پولیس نے گولی چلا دی۔ جس سے تین اشخاص ہلاک ہوئے۔

حیدرآباد ۱۴ر جنوری۔ ایک مقامی اخبار میں خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ اعلیحضرت حضور شہریار دکن آئندہ سال کے آغاز میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جائینگے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اعلیحضرت غیر ملکی سفر کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ امید ہے۔ کہ اعلیحضرت چھ ماہ تک سفر پر رہینگے جس کے دوران میں عراق شام اور فلسطین بھی جائینگے

بمبئی ۱۲ر جنوری۔ ایک مرہٹی اخبار اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ ڈاکٹر امبیدکر نے انگلستان میں ایک انگریز خاتون سے شادی کر لی ہے وہ عنقریب ہندوستان آئیں گے تاکہ انتخابات میں حصہ لے سکیں

راولپنڈی ۱۲ر جنوری۔ آج کمشنر صاحب راولپنڈی ڈویژن کے مکان پر سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت کی گفتگو ہوئی۔ اور مسلمان اور سکھ لیڈروں نے صلح کا جو مسودہ تیار کیا تھا۔ اس پر دونوں قوموں کے نمائندوں نے دستخط ثبت کر دئے۔ مسلمانوں اور حکام نے تسلیم کر لیا ہے کہ سکھ جامع مسجد کے علاوہ باقی تمام مساجد کے سامنے باجا بجا سکتے ہیں مسلمانوں نے یہ بات سکھوں کی رواداری اور برادرانہ جذبات پر چھوڑ دی ہے۔ کہ وہ نماز کے اوقات میں مساجد کے سامنے باجہ بجائیں یا نہ بجائیں۔ حکام نے دونوں قوموں کے جلوسوں کے لئے جو راستے تجویز کئے ہیں۔ وہ دونوں قوموں نے منظور کر لئے ہیں۔ سکھوں کا جلوس جامع مسجد کے سامنے سے نہیں گزرے گا۔ اور مسلمان بازار صرافاں اور گوردوارہ سنگھ سبھا کے راستے سے نہیں گزرا کریں گے۔ یہ نیا معاہدہ گورو گوبند سنگھ کے یوم پیدائش (۱۸ر جنوری) کے بعد عمل میں آئے گا۔

انقرہ (بذریعہ ڈاک) ایک خبر رساں ایجنسی نے انطاکیہ سے اطلاع دی ہے کہ ڈیوک آف ونڈسر عنقریب ترکی جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ مصطفیٰ کمال کے مہمان ہونگے۔ مسز سمپسن بھی ہمراہ ہونگی۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ کافی عرصہ تک ترکی میں رہیں گے۔

الہ آباد ۱۲ر جنوری۔ گورنر جنرل نے صوبجات متحدہ کے قانون مالیہ میں ترمیم کرتے ہوئے ایک نیا قانون جاری کیا ہے جس کی رو سے کوئی حاکم مالیہ مالگذار کو زمین کے مالیہ کی بقایا رقم ادا نہ کرنے پر گرفتار نہیں کر سکتا۔

پیرس ۱۲ر جنوری۔ ہٹلر اور فرانسیسی سفیر کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے۔ اور ہسپانوی باغیوں کی طرف سے فرانسیسی یادداشت کا جو جواب دیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہسپانوی مراکش میں جرمنی کی مداخلت کے متعلق فرانس کے خطرات بے بنیاد ہیں۔ اور غیر ملکی سپاہ کا کوئی دستہ مراکش میں متعین نہیں۔ ان جوابات سے فرانس کی کسی قدر تشفی ہوگئی ہے۔ برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ہٹلر نے فرانسیسی سفیر کو یقین دلایا۔ کہ وہ ہسپانوی علاقہ یا اس کے مقبوضات میں کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے جواب میں فرانسیسی سفیر نے ہٹلر کو یقین دلایا۔ کہ فرانس نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ ہسپانیہ اور ہسپانوی مراکش کی اس حیثیت کو جو انہیں موجودہ معاہدات کی رو سے حاصل ہے برقرار رکھا جائے

شنگھائی ۱۲ر جنوری۔ چین سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اشتراکی فوجیں کانسو سے جنوب مشرق کی طرف بڑھتی ہوئی سیانفو کے قریب آ پہنچی ہیں۔ سیانفو سے آنے والے مسافروں کا خیال ہے کہ شہر پر اشتراکیوں نے غلبہ پا لیا ہے مشرق سے سرکاری فوجیں بسرعت تمام سیانفو کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

واشنگٹن ۱۲ر جنوری۔ امریکہ میں موٹر ساز کارخانوں میں مزدوروں کی ہڑتال ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ موٹر کارپوریشن کو خدشہ ہے کہ ہڑتال کی وسعت کی وجہ سے مزید کارخانے بند کرنے پڑینگے۔ وہ مزدور مجالس کے نمائندوں سے تبادلہ خیالات کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن اس شرط پر کہ مزدور کارخانوں کے احاطوں سے باہر نکل جائیں۔

لاہور ۱۲ر جنوری۔ گورنر پنجاب اور پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے درمیان اس مسئلہ پر خط و کتابت ہوئی ہے کہ ایک تنخواہ دار وائس چانسلر مقرر کیا جائے جو یونیورسٹی کے کاموں میں اپنا سارا وقت صرف کرے۔ یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے اس تجویز کو پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔

ویٹیکن شہر ۱۲ر جنوری۔ پوپ کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ گذشتہ شام ٹانگ میں درد کی شدت کے باعث زیادہ کمزوری ہوگئی۔

بیونی ۱۲ر جنوری۔ ہسپانیہ سے بذریعہ جہاز جو مسافر یہاں پہنچے ان کا بیان ہے کہ بلباؤ میں ایک شدید فساد کے دوران میں ۲۰۰ سے زائد آدمی مارے گئے۔

لنڈن ۱۲ر جنوری۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار مقیم ٹانجیر لکھتا ہے کہ فرانس اور جرمنی کی بحری افواج ساحل مراکش پر مسلسل پہرہ رکھتی ہیں۔ جرمن ہوائی جہاز رات کے وقت بھی آبنائے پر نگرانی رکھتے ہیں۔

میڈرڈ ۱۲ر جنوری میڈرڈ کے سقوط کے لئے مسلسل کوششیں جاری ہیں۔ اور باغی پے در پے حملے کر رہے ہیں۔ میڈرڈ کے شہر کو شہریوں سے خالی کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن میڈرڈ کی آبادی جو پہلے ہی دس لاکھ ہے۔ صوبجات سے آمدہ پناہ گزینوں سے پچاس فیصدی اور بڑھ گئی ہے۔ اس وقت تک ۲۵۰۰۰ اشخاص سرکاری علاقہ کے اور مقامات میں بھیج دئے گئے ہیں۔ اور ۸ ہزار سے لے کر ۱۰ ہزار تک لوگوں کی روزانہ ترسیل کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔

امرتسر ۱۲ر جنوری۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۵ آنے سے ۳ روپے ۱۰ آنے تک۔ نخود حاضر ۲ روپے ۴ آنے ½۱۰ پائی۔ کھانڈ دیسی ۷ روپے ۲ آنے سے ۸ روپے ۶ آنے تک۔ کپاس ۱۴ روپے ۱۰ آنے روئی ۱۶ روپے ۴ آنے سوتا دیسی ۵-۳۲ روپے ۸ آنے اور سونا دیسی ۵-۳۴ روپے ۴ آنے ہے۔

جبل الطارق ۱۲ر جنوری۔ کیڈز سے آنے والے ایک مسافر کا بیان ہے کہ اس ہفتہ کے دوران میں ۵ ہزار جاپانی والنٹیر برآمد ہونے والے ہیں۔ جیرز اور کیڈز میں ان کے قیام کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں۔

راولپنڈی ۱۲ر جنوری۔ ہری پور سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ایک قیدی جو دس سال قید بامشقت کی سزا بھگت رہا تھا۔ ہری پور سنٹرل جیل سے بھاگ گیا ہے۔ جیل خانہ کے حکام حیران ہیں۔ کہ وہ کس طرح بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ مفرور کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

بمبئی ۱۲ر جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک گاؤں میں ہولناک آتش زدگی کی واردات ہو گئی جس سے ۳ ہزار آدمی بے خانماں ہو گئے اور تقریباً ۱۰ [illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی